

قرآن مجید کی تعلیم بہ طور حق مہر

قرآن مجید کی تعلیم کو مہر مقرر کرنا جائز ہے، جیسا کہ:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا، قَالَ: أَعْطِهَا ثَوْبًا، قَالَ: لَا أَجِدُ، قَالَ: أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

”ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے خود کو اللہ اور اس کے سچے رسول کے لیے وقف کر دیا ہے۔ فرمایا: ابھی مجھے شادی میں رغبت نہیں ہے، ایک صحابی کہنے لگے: میری شادی کروادیں! فرمایا: کوئی سوٹ مہر دے دیں۔ کہنے لگا: سوٹ تو نہیں ہے۔ فرمایا: کچھ دے دیں، خواہ لوہے کا چھلا ہی ہو جائے۔ آدمی نے عذر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کچھ قرآن یاد ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں، فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ فرمایا: میں

نے ان سے آپ کا نکاح ان سورتوں کی تعلیم کے عوض کر دیا۔“

(صحیح البخاری: ۵۰۲۹، صحیح مسلم: ۱۴۲۵)

صحیح مسلم (۱۴۲۵/۷۷) میں الفاظ ہیں:

اِنْطَلِقْ، فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا، فَعَلِمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ.

”جائیے! میں نے ان سے آپ کا نکاح کر دیا، بس قرآنی سورتوں کی تعلیم دے دینا۔“

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی مروی روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں:

أَنَا فِي الْقَوْمِ إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِ فِيهَا رَأْيِكَ فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا، فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى قَامَتِ الثَّالِثَةُ، فَقَالَ لَهُ: عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اذْهَبْ فَاطْلُبْ، قَالَ: لَمْ أَجِدْ، قَالَ: فَادْهَبْ فَاطْلُبْ، وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ، قَالَ: مَا وَجَدْتُ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا قَالَ: قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

”ہم آپس میں بیٹھے تھے، کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! میں خود کو آپ کے لیے وقف کرتی ہوں، آپ کا کیا ارادہ ہے؟ ایک آدمی عرض کرنے لگا: آپ میری شادی کروادیں، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ جب تیسری بار کہا تو آپ ﷺ نے پوچھا: حق مہر میں دینے کے لیے

کچھ ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ فرمایا: جائیے اور کچھ تلاش کر لائیں۔ کہنے لگا: کچھ نہیں ملا۔ فرمایا: جائیے اور کچھ تلاش کر لائیں، لوہے کا چھلا بھی چل جائے گا۔ کہنے لگا: وہ بھی نہیں ملا۔ فرمایا: کچھ قرآن یاد ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں، فلاں فلاں سورتیں حفظ ہیں۔ فرمایا: میں ان سے آپ کا نکاح ان سورتوں کی تعلیم کے عوض کرتا ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد: ۳۳۰/۵، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ يُصَدِّقُهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلَى سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ، وَيَعْلَمُهَا سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ.

”امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے مطابق فرماتے ہیں: مہر کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور قرآن کی چند سورتوں کے عوض نکاح کر لیا جائے، تو ایسا نکاح جائز و صحیح ہے، بس بیوی کو قرآن کی کوئی سورت سکھا دے۔“

(سنن الترمذی تحت حدیث: ۱۱۱۴)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الَّذِي أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْكِحَ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ أَنَّ ذَلِكَ فِي أُجْرَتِهِ عَلَى تَعْلِيمِهَا مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ.

”جسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ قرآن کے عوض نکاح کر سکتے ہیں، در

حقیقت وہ اس عورت کو قرآن کی تعلیم دینے پر اجرت کے عوض تھا۔

(الإستذکار لابن عبد البر : ۵/۴۱۵، التمهید لما فی الموطأ من المعانی والآثار له :

۱۲۰/۲۱، وسنده حسن)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸-۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : [بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ تَعْلِيمَ الْقُرْآنِ
يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ صَدَاقًا .

”بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ دِلیل ہے کہ قرآن کی تعلیم حق مہر بن سکتی ہے۔“

(كشف المشكل من حديث الصحيحين : ۲/۲۷۰)

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹-۳۸۸) لکھتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْأُجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْبَاءُ فِي
قَوْلِهِ بِمَا مَعَكَ بَاءُ التَّعْوِضِ كَمَا تَقُولُ : بِعُتِكَ هَذَا الثَّوبُ
بِدَيْنَارٍ أَوْ بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ؛ وَلَوْ كَانَ مَعْنَاهَا مَا تَأَوَّلَهُ بَعْضُ أَهْلِ
الْعِلْمِ مِنْ أَنَّهُ إِنَّمَا زَوَّجَهُ إِيَّاهَا لِحِفْظِهِ الْقُرْآنَ تَفْضِيلًا لَهُ
لَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ مَوْهُوبَةً بِلَا مَهْرٍ وَهَذِهِ خُصُوصِيَّةٌ لَيْسَتْ
لِغَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْلَا أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ مَعْنَى
الْمَهْرِ لَمْ يَكُنْ لِسُؤَالِهِ إِيَّاهَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ
مَعْنَى لِأَنَّ التَّزْوِيجَ مِمَّنْ لَا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ جَائِزٌ جَوَازُهُ مِمَّنْ
يُحْسِنُهُ، وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ جَعَلَ الْمَهْرَ دَيْنًا عَلَيْهِ إِلَى

أَجَلٍ فَكَانَ الظَّاهِرُ أَنَّهُ جَعَلَ تَعْلِيمَهُ الْقُرْآنَ إِيَّاهَا مَهْرًا لَهَا.

”اس حدیث میں قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کا جواز فراہم کرتی ہے۔ اس میں باء تعویض کے لیے ہے، جیسا کہ «بعتك هذا الثوب بدينار و بعشرة» دراہم میں باء تعویض کے لیے ہے۔ اگر باء کا معنی وہ ہوتا، جو بعض اہل علم نے بنا لیا ہے کہ آپ ﷺ اس کو فضیلت دیتے ہوئے شادی کی کہ اسے قرآن یاد ہے، تو یوں تو عورت کا بغیر مہر ہبہ ہونا لازم آتا ہے، جب کہ یہ صرف نبی کا خاصہ ہے۔ اگر آپ نے اس مہر نہ بنایا ہوتا، تو اس سے یہ پوچھنے کا کیا فائدہ کہ کیا آپ کو قرآن یاد ہے؟ کیوں کہ جیسے اچھے انداز میں قرآن پڑھنے والے کی شادی کرنا جائز ہے، ویسے ہی ناشائستہ انداز میں قرآن پڑھنے والے کی شادی کرنا جائز ہے۔ نیز اس کا مہر مؤجل بھی نہیں بنایا، لہذا صحیح یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو ہی مہر مقرر کر دیا گیا۔“

(معالم السنن: ۲۱۱/۳)

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۰۰-۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي رِوَايَةٍ قَالَ : (انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ) قَالُوا : فَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى انْعِقَادِ النِّكَاحِ وَتَأْخِرِ الْمَهْرِ الَّذِي هُوَ التَّعْلِيمُ، وَهَذَا عَلَى الظَّاهِرِ مِنْ قَوْلِهِ : (بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ) فَإِنَّ الْبَاءَ لِلْعَوَضِ، كَمَا تَقُولُ : خُذْ هَذَا بِهَذَا، أَيْ عَوَضًا مِنْهُ . وَقَوْلُهُ فِي الرِّوَايَةِ الْآخَرَى : (فَعَلِمَهَا) نَصٌّ فِي

الْأَمْرِ بِالتَّعْلِيمِ، وَالْمَسَاقُ يَشْهَدُ بِأَنَّ ذَلِكَ لِأَجْلِ النِّكَاحِ، وَلَا يُلْتَفَتُ لِقَوْلِ مَنْ قَالَ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ إِكْرَامًا لِلرَّجُلِ بِمَا حَفِظَهُ مِنَ الْقُرْآنِ، أَيْ لِمَا حَفِظَهُ، فَتَكُونُ الْبَاءُ بِمَعْنَى اللَّامِ، فَإِنَّ الْحَدِيثَ الثَّانِي يُصَرِّحُ بِخِلَافِهِ فِي قَوْلِهِ: (فَعَلَّمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ).

”دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’جائیے! میں نے ان سے آپ کو بیاہ دیا، بس انہیں قرآن سکھا دیجیے گا۔‘ فقہائے کرام کہتے ہیں کہ اس حدیث سے نکاح کے انعقاد اور مہر جو کہ تعلیم ہے کو مؤخر کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہ نبی پاک کے اس فرمان کا ظاہر ہے: (بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ) ’جتنا آپ کو قرآن یاد ہے۔‘ اس میں باء عوض کے لیے ہے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں: خذ هذا بهذا یعنی یہ اس کے عوض لے لیں۔ ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کا فرمان (فَعَلَّمَهَا) نص ہے کہ یہ تعلیم کا حکم ہے۔ سیاق تقاضا کرتا ہے کہ یہ حکم نکاح کی وجہ سے تھا۔ لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ نکاح اکرام کی وجہ سے ہوا تھا، کیوں کہ آدمی کو قرآن یاد تھا، اس طور پر باء لام کے معنی میں ہو گی۔ لیکن اس معنی کا رد حدیث کے اگلے الفاظ میں ہے کہ (فَعَلَّمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ) ’آپ انہیں قرآن سکھا دیں۔‘“

(تفسیر القرطبی: ۱۳۴/۵)

سنی مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) کہتے ہیں:

وَهَذَا الْحَدِيثُ مُتَّفَقٌ عَلَى إِخْرَاجِهِ مِنْ طُرُقٍ عَدِيدَةٍ،

وَالْعَرَضُ مِنْهُ أَنَّ الَّذِي فَصَدَهُ الْبُخَارِيُّ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ تَعَلَّمَ
الَّذِي تَعَلَّمَهُ مِنَ الْقُرْآنِ، وَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُعَلِّمَهُ تِلْكَ الْمَرْأَةَ، وَيَكُونُ ذَلِكَ صَدَاقًا لَهَا عَلَى ذَلِكَ،
وَهَذَا فِيهِ نِزَاعٌ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، وَهَلْ يَجُوزُ أَنْ يُجْعَلَ مِثْلُ هَذَا
صَدَاقًا؟ أَوْ هَلْ يَجُوزُ اخْتِذُ الْأُجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ؟ وَهَلْ
هَذَا كَانَ خَاصًّا بِذَلِكَ الرَّجُلِ؟ وَمَا مَعْنَى قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ (زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟) أَسَبَبِ مَا مَعَكَ
مِنَ الْقُرْآنِ؟ كَمَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : نَكْرِمُكَ بِذَلِكَ أَوْ
بِعَوَضٍ مَا مَعَكَ، وَهَذَا أَقْوَى، لِقَوْلِهِ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ
(فَعَلِّمَهَا) وَهَذَا هُوَ الَّذِي أَرَادَهُ الْبُخَارِيُّ هَاهُنَا.

”یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، جو معنی امام بخاری رحمہ اللہ نے مراد لیا ہے
وہ یہ ہے کہ اس آدمی نے قرآن کا کچھ حصہ سیکھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا
کہ وہ قرآن کا ایک حصہ اس عورت کو سکھا دے، نکاح پر اس کا یہی مہر بن جائے
گا۔ اہل علم کے ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ کیا ایسی چیز مہر بن سکتی ہے؟ یا
قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے؟ یا یہ اس آدمی کے ساتھ ہی خاص تھا؟ اور
نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا کیا معنی؟ (زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ
الْقُرْآنِ؟) ’میں نے اس سے قرآن کی تعلیم کے عوض آپ سے کر دیا۔‘ کیا
قرآن یاد ہونے کی وجہ سے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم

آپ کا اکرام کرتے ہوئے نکاح کرتے ہیں یا پھر اس قرآن کے عوض جو آپ کو یاد ہے؟ آخری معنی ہی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ صحیح مسلم کے الفاظ (فَعَلِمَهَا) اسی بات کا پتہ دیتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کی بھی یہاں یہی مراد ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۶۸/۱، سلامة)

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَتَضَمَّنَ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَضِيَتْ بِعِلْمِ الزَّوْجِ وَحِفْظِهِ لِلْقُرْآنِ أَوْ بَعْضِهِ مِنْ مَّهْرٍ جَازٍ ذَٰلِكَ، وَكَانَ مَا يَحْصُلُ لَهَا مِنْ انْتِفَاعِهَا بِالْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ هُوَ صَدَاقُهَا، كَمَا إِذَا جَعَلَ السَّيِّدُ عَقْدَهَا صَدَاقُهَا، وَكَانَ انْتِفَاعُهَا بِحُرِّيَّتِهَا وَمِلْكِهَا لِرَقَبَتِهَا هُوَ صَدَاقُهَا، وَهَٰذَا هُوَ الَّذِي اخْتَارَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ مِنْ انْتِفَاعِهَا بِإِسْلَامِ أَبِي طَلْحَةَ، وَبَدَّلَهَا نَفْسَهَا لَهُ إِنْ أَسْلَمَ، وَهَٰذَا أَحَبُّ إِلَيْهَا مِنَ الْمَالِ الَّذِي يَبْدُلُهُ الزَّوْجُ. فَإِنَّ الصَّدَاقَ شُرْعٌ فِي الْأَصْلِ حَقًّا لِلْمَرْأَةِ تَنْتَفِعُ بِهِ، فَإِذَا رَضِيَتْ بِالْعِلْمِ وَالِدَيْنِ وَإِسْلَامِ الزَّوْجِ وَقِرَاءَتِهِ لِلْقُرْآنِ كَانَ هَٰذَا مِنْ أَفْضَلِ الْمُهُورِ وَأَنْفَعِهَا وَأَجَلِّهَا، فَمَا خَلَا الْعَقْدُ عَنْ مَهْرٍ وَآيِنِ الْحُكْمِ بِتَقْدِيرِ الْمَهْرِ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ أَوْ عَشْرَةٍ مِنَ النَّصِّ؟ وَالْقِيَاسُ إِلَى الْحُكْمِ بِصِحَّةِ كَوْنِ الْمَهْرِ مَا ذَكَرْنَا نَصًّا وَقِيَاسًا وَلَيْسَ

هَذَا مُسْتَوِيًّا بَيْنَ هَذِهِ الْمَرْأَةِ وَبَيْنَ الْمُوْهُوبَةِ الَّتِي وَهَبَتْ
نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالِصَةٌ لَهُ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّ تِلْكَ وَهَبَتْ نَفْسَهَا هِبَةً مُجَرَّدَةً عَنْ وَلِيِّ
وَصَدَاقٍ بِخِلَافِ مَا نَحْنُ فِيهِ فَإِنَّهُ نِكَاحٌ بَوْلِيٌّ وَصَدَاقٌ، وَإِنْ
كَانَ غَيْرَ مَالِيٍّ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ جَعَلَتْهُ عَوْضًا عَنِ الْمَالِ لِمَا
يَرْجِعُ إِلَيْهَا مِنْ نَفْعِهِ، وَلَمْ تَهَبْ نَفْسَهَا لِلزَّوْجِ هِبَةً مُجَرَّدَةً
كَهِبَةِ شَيْءٍ مِّنْ مَّالٍ بِخِلَافِ الْمُوْهُوبَةِ الَّتِي خَصَّ اللَّهُ بِهَا
رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا مُقْتَضَى هَذِهِ الْحَادِيثِ .
وَقَدْ خَالَفَ فِي بَعْضِهِ مَنْ قَالَ: لَا يَكُونُ الصَّدَاقُ إِلَّا مَالًا وَلَا
تَكُونُ مَنَافِعُ أُخْرَى، وَلَا عِلْمُهُ وَلَا تَعْلِيمُهُ صَدَاقًا كَقَوْلِ أَبِي
حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ . وَمَنْ قَالَ: لَا يَكُونُ أَقْلٌ مِنْ
ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ كَمَالِكٍ وَعَشْرَةَ دَرَاهِمَ كَأَبِي حَنِيفَةَ، وَفِيهِ أَقْوَالٌ
أُخَرُ شَاذَةٌ لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا مِنْ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَلَا إِجْمَاعٍ وَلَا
قِيَاسٍ وَلَا قَوْلِ صَاحِبٍ . وَمَنْ ادَّعَى فِي هَذِهِ الْحَادِيثِ الَّتِي
ذَكَرْنَاهَا اخْتِصَاصَهَا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أَنَّهَا
مَنْسُوخَةٌ أَوْ أَنَّ عَمَلَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى خِلَافِهَا فَدَعَاؤُهُ لَا
يَقُومُ عَلَيْهَا دَلِيلٌ . وَالْأَصْلُ يَرُدُّهَا، وَقَدْ زَوَّجَ سَيِّدُ أَهْلِ

الْمَدِينَةِ مِنَ التَّابِعِينَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ابْنَتَهُ عَلَى دِرْهَمَيْنِ
وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ، بَلْ عُدَّ ذَلِكَ فِي مَنَاقِبِهِ وَفَضَائِلِهِ، وَقَدْ
تَزَوَّجَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى صَدَاقٍ خَمْسَةِ دَرَاهِمٍ،
وَأَقْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا سَبِيلَ إِلَى إِبْثَاتِ
الْمَقَادِيرِ إِلَّا مِنْ جِهَةِ صَاحِبِ الشَّرْعِ.

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے قرآن کے متعلق علم و
حفظ دونوں یا کسی ایک کو بہ طور مہر تسلیم کر لے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔ یوں قرآن
کے حفظ اور علم سے جو فائدہ حاصل ہوگا اسے مہر ٹھہرایا جائے گا۔ جیسا کہ اگر آقا
اپنی لونڈی کی آزادی کو مہر بنا لے، وہ اپنی آزادی اور خود مختار ہونے سے حاصل
ہونے والے فائدے کو مہر بنا لے گی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی
اسلام کے انتفاء کو مہر قبول کر لیا اور خود کو ان کے اسلام قبول کرنے کے لیے
وقف کر دیا، انہیں قبول اسلام اس سے کہیں زیادہ محبوب تھا کہ اس کا شوہر انہیں
مالی فائدہ پہنچاتا، کیوں کہ مہر دراصل مشروع ہی عورت کو فائدہ بہم پہنچانے کے
لیے ہوا ہے۔ جب عورت علم، دین یا اپنے خاوند کے قبول اسلام اور قرآن کی
قراءت پر راضی ہو، تو یہ افضل ترین، نفع مند اور عظیم تر حق مہر ہوگا۔ لہذا یہ عقد
مہر سے خالی نہیں ہے۔ تین یا دس درہم حق مہر کے تقرر کا نص میں حکم کہاں؟
قیاس یہی ہے کہ مہر دیا جائے گا، جیسا کہ ہم نے نص اور قیاس سے ثابت کر دیا
ہے۔ ایک یہ عورت اور دوسری جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خود کو پیش کر دے، دونوں کا
حکم برابر نہیں ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ کیوں کہ اس نے آپ سے

نکاح کی پیش کش بغیر کسی ولی اور مہر کے کی تھی، جب کہ ہم ولی اور مہر کی بات کرتے ہیں، گو مہر مالی نہ بھی ہو، کیوں عورت نے خاوند سے حاصل ہونے والے نفع کو مال کا عوض بنا لیا۔ اس عورت نے خود کو اپنے خاوند کے لیے بغیر کسی نفع کے ہبہ نہیں کیا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو کیا، کیوں کہ یہ اللہ نے آپ کو خصوصیت دے رکھی ہے۔ ان تمام احادیث کا تقاضا یہی ہے۔ بعض احادیث کے متعلق علما مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر مال ہی ہو سکتا ہے، دیگر منافع، علم و تعلیم وغیرہ مہر نہیں بن سکتے۔ امام ابو حنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا یہی قول ہے۔ بعض نے امام مالک کے قول کو اختیار کرتے ہوئے مہر کی مقدار تین درہم بتائی ہے، تو بعض نے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کرتے ہوئے دس درہم کی بات کی ہے۔ دیگر شاذ اقوال بھی ہیں، جن پر قرآن، حدیث، اجماع، قیاس اور قول صحابی سے دلیل نہیں ملتی۔ جو ان احادیث میں خاصہ نبوی کی بات کرے یا منسوخ کہیں یا اہل مدینہ کے عمل کے مخالف کہے، تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا، جنہیں نص رد کر دے گی۔ تابعین میں سید اہل مدینہ امام سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی دو درہم مہر پر کی اور کسی نے آپ پر تنکیر نہیں کی، بل کہ اسے آپ کے فضائل و مناقب میں شمار کیا گیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پانچ درہم مہر پر شادی کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے ثابت رکھا۔ لہذا مقدار کا تعین شریعت ہی کر سکتی ہے۔“

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد : ۱۶۲/۵، ۱۶۳)

فائدہ نمبر ①:

ابونعمان ازدی رضی اللہ فرماتے ہیں:

زَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُورَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ: لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا.

”رسول اللہ ﷺ نے ایک سورت کو مہر بنا کر شادی کروائی اور فرمایا: آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے اسے مہر بنانا جائز نہیں۔“

(التحقيق في مسائل الخلاف لابن الجوزي: ٢/٢٨٣، ح: ١٦٧٧، سنن سعيد بن منصور: ٦٤٢)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔ ابوہریرہ اور ابونعمان دونوں ”مجہول“ ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی کی کارستانی ہے۔ واللہ اعلم!

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۰۵-۷۴۴ھ) اس روایت کو غیر ثابت اور مرسل قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وَأَبُو عَرَفَجَةَ وَأَبُو النُّعْمَانِ مَجْهُولَانِ.
”ابوہریرہ اور ابونعمان دونوں ’مجہول‘ ہیں۔“

(تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: ٤/٣٨١)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هَذَا لَا يَثْبُتُ. ”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(مختصر التحقيق في أحاديث التعليق: ٢/١٩٧)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهَذَا مَعَ إِرسَالِهِ فِيهِ مَنْ لَا يُعْرَفُ .

”یہ روایت ’مرسل‘ ہونے کے ساتھ ساتھ ’مجهول‘ راویوں کے ہتھے بھی چڑھی ہوئی ہے۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۲۱۲/۹)

بعض لوگوں نے اسے بخاری کی طرف منسوب کر کے فحش غلطی کھائی ہے۔

فائدہ نمبر ۲:

مکحول شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے بعد یہ کسی کے لیے روا نہیں۔“

(سنن أبي داؤد: ۲۱۱۳)

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ اسے غیر ثابت اور مرسل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَوْلُ مَكْحُولٍ لَيْسَ بِحُجَّةٍ .

”مکحول رحمہ اللہ کا قول حجت نہیں ہے۔“

(تنقیح التحقيق: ۳۸۱/۴)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ مُنْقَطِعٌ . ”یہ ’منقطع‘ ہے۔“

(مختصر التحقيق في أحاديث التعليق: ۱۹۷/۲)

فائدہ نمبر ۳:

ایک روایت ہے:

قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى أَنْ تُقْرِئَهَا وَتُعَلِّمَهَا وَإِذَا رَزَقَكَ اللَّهُ تَعَالَى عَوَّضَتْهَا فَتَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ عَلَى ذَلِكَ .

”میں ان سے آپ کا نکاح اس شرط پر کیے دیتا ہوں کہ آپ انہیں پڑھائیں گے اور تعلیم دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کو مال و دولت سے نوازیں، تو مہر بھی ادا کریں گے۔ آدمی نے شرط قبول کر کے شادی کر لی۔“

(سنن الدارقطني: ۳/۲۴۹، ۲۵۰، السنن الكبرى للبيهقي: ۷/۲۴۳)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔ عتبہ بن سکین ”متروک“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرَّدَ بِهِ عُتْبَةُ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ .

”یہ روایت عتبہ کا تفرد ہے، جو کہ ”متروک“ ہے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عُتْبَةُ بْنُ السَّكَنِ مَنْسُوبٌ إِلَى الْوَضْعِ، وَهَذَا بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ .

”عتبہ بن سکین وضع، قسم کا راوی ہے اور یہ روایت باطل اور بے اصل ہے۔“

اس روایت میں اور بھی خرابی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ”غیر ثابت“ کہا ہے۔ (فتح الباری: ۹/۲۱۳)

الحاصل: تعلیم قرآن مجید کو مہر مقرر کرنا جائز اور درست ہے۔